حسرت تعمیر
(پروفیسر اختر اورینوی)

سوال نمبر ۱: حسرت تعمیر کا واقعاتی پس منظر پیش کیجئے؟

جواب: اس ناول کا واقعاتی پس منظر آزادی سے کچھ سال پہلے کا ہے۔ جب سارے ملک میں تشدد، تعصب، ظلم و ستم کا بازار گرم تھا۔ یہ بات نہایت قابل غور ہے کہ کیا اس وقت کوئی مسلمان ان ہندو سرمایہ داروں کے مدمقابل کھڑا ہو سکتا تھا۔ ان سرمایہ داروں میں گجراتی اور مارواڑی سب سے آگے تھے۔

مسلمانوں کے اس فرسٹریشن نے ہی ملک کی تقسیم کرائی کیونکہ اقتصادی دوڑ میں مسلمانوں سرمایہ دار اپنی ایک منڈی چاہتے تھے۔ جہاں وہ ہندو سرمایہ داروں کے خطرے سے آزاد ہو کر تجارت کریں اور صنعت و حرفت میں آگے بڑھیں۔ یہی وجہ ہے کہ یوسف کا سارا کاروبار کلکتہ اور بمبئی کے مارواڑیوں کے ہاتھوں گروی ہو چکا تھا۔ اس کا بزنس ایک کمپنی کی شکل اختیار کر چکا تھا۔ اس کے بورڈ آف ڈائرکٹرز میں کلکتہ اور بمبئی سرمایہ دار گھس گئے تھے۔

اس دور میں کسی مسلمان سرمایہ دار کو مارواڑی یا گجراتی کیسے برداشت کرتے۔ آخر کار انہوں نے مینیجنگ ڈائرکٹر کے عہدے سے اسے نکال دیا۔ آج بھی صنعت و حرفت کے شہر میں جب فسادات ہوتے ہیں تو مسلمانوں کے املاک کو نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ تاکہ اس ملک میں مسلمان ہمیشہ ذلیل رہیں۔

ناول حسرت تعمیر میں بیگم کا کردار غیر معمولی اور مثالی ہے۔ وہ جاگیردارانہ تہذیب کی بہترین نمائندہ ہیں۔ ان کے میکے والے زمیندار تھے۔ [illegible] قسم کے لوگ تھے۔ برخلاف اس کے یوسف کا باپ ایک معمولی کمپونڈر تھا۔ پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔ بیگم نے اپنے میکے میں شوہر کی ہتک ہوتی دیکھی تو انہیں رنج پہنچا۔ وہ حوصلہ مند عورت تھیں وہ اپنے شوہر کو میکے میں اونچا دیکھنا چاہتی تھیں۔ چنانچہ انہوں نے یوسف کو تجارت کے لئے تیار کیا۔ اپنے زیورات بیچ کر سامان تجارت خریدا۔ بیگم یوسف کی بیگم تو تھیں ہی اس پر وہ اپنے شوہر کی محسنہ بھی تھیں۔ اپنے پیسے سے انہوں نے زمین خریدی اور عالیشان مکان بنوایا۔ بیگم برہم اس وقت ہوتی تھیں جب یوسف دوسری شادی کی بات کرتا تھا۔

BA Part I
Home paper - I
Book- 3

حسرتِ تعمیر

وہ بیگم سے اپنی دوسری شادی کے لیے نجابت علی کے یہاں پیغام بھیجنے کو کہتا ہے اس وقت بیگم کے اندر کی عورت مشتعل ہو جاتی ہے اور یونس کو بری طرح ڈانٹ پلاتی ہے لیکن یہی بیگم تھیں کہ جب یونس نے خودکشی کا سوانگ رچایا تو وہ سراپا محبت بن گئیں۔ گھر میں شور مچ گیا سب لوگ دوڑے ہوئے آئے کواڑ توڑ دیئے گئے بیگم بے تحاشہ روتی ہوئی اندر گھس پڑیں۔

جب یونس کا سارا کاروبار غیروں کے قبضہ میں چلا گیا تو دشمنوں نے اسے جھوٹے الزام میں پھنسا کر گرفتار کروا دیا۔ بیگم یہ سن کر تڑپ اٹھیں اور فوراً منظور کو لے کر ان کے پیچھے پہنچیں لیکن یونس کی نئی بیگم میکے میں ہی رہتی ہیں۔

بیگم کے اندر جو ماں کا دل ہے وہ بے حد خوبصورت ہے ان کی باتیں سن کر ان سے عقیدت سی ہو جاتی ہے۔ دولت کی فراوانی سے یونس کی روش بدل گئی لیکن بیگم کی روش میں پھر بھی کوئی تبدیلی پیدا نہ ہو سکی۔ یونس کے بہت اصرار پر بھی بیگم نے اپنا رہن سہن نہیں بدلا۔ اپنی روش نہیں بدلی۔ حسرت تعمیر میں بیگم کا کردار بڑا سبق آموز ہے اور اسے قارئین کبھی بھلا نہیں سکتے۔

ہندوستان کی آزادی کی جدوجہد میں ساری قوم متحد تھی لیکن جب سلطنت برطانیہ سے آزادی کی بات کا سلسلہ شروع ہوا تو قوم دو حصوں میں بٹ گئی۔ تعصب کا زہر پھیلا۔ ملک کے بٹوارہ کی بات شروع ہوئی اور ایک نئی پارٹی وجود میں آئی جس کا نام مسلم لیگ پڑا۔ مسلم لیگ نے الگ ملک کا مطالبہ کیا جس کی بنیاد یہ تھی کہ جہاں جہاں مسلم آبادی اکثریت میں ہو وہ پاکستان میں ہو اور جہاں ہندو کی اکثریت ہو وہ ہندوستان میں ہو۔

لیکن ملک کا بٹوارہ ہوا تو تعصب، شر، فساد، بغض و عداوت، قتل و غارت گری، لوٹ مار اور لوٹ کا بازار سارے ملک میں گرم ہو گیا۔ زمیندار نواب اہل علم و دولت زیادہ تر جان کے خوف سے پاکستان ہجرت کر گئے۔ جو رہ گئے وہ اکثریت کے ظلم و ستم کے شکار بنتے گئے اور آج بھی وہی ماحول ہے کوئی سا صوبہ ہے۔ جہاں مسلمانوں کا قتل عام نہیں ہوا یا جہاں مسلمانوں کا دبدبہ تھا وہاں پر ان کی املاک کو نقصان

BA Part I
Hons paper I
Book - 3

پہونچایا گیا ان کے روزگار پر بری طرح ضرب لگائی گئی۔ مرادآباد، بھاگلپور، گجرات کے فسادات اس کے ثبوت کے لئے کافی ہیں۔ اس کے علاوہ اکثریت میں نئی پارٹیوں نے جنم لیا جن سنگھ اور راشٹریہ سیوک سنگھ جس کا مقصد صرف مسلمانوں سے دشمنی تھا اور آج بھی ہے انہیں لوگوں نے بابری مسجد کو منہدم کیا اور اس کے بعد سارے ملک میں فساد کر لیا۔

جب ملک میں ایسا ماحول ہو تو اس حالت میں کوئی بھی مسلمان بہت بڑا صنعت کار، ٹھیکیدار اور مالدار کیسے ہو سکتا ہے۔ انہیں اسباب سے یوسف کا کاروبار خاک میں ملا دیا گیا۔ یہی نہیں اسکو مزید ذلیل و رسوا کرنے کے لئے رانچی میں جیل کی ہوا بھی کھانی پڑی۔ مزید کہ سرمایہ کاری کے لئے دولت کی ضرورت ہوتی ہے دولت مارواڑیوں، گجراتیوں کے پاس ہے ان سے کسی مسلمان کو مدد کیسے مل سکتی ہے اس زمانہ میں بینک سے قرض ملنا آسان کام نہ تھا اور مسلمانوں کی اپنی کوئی بینک نہ تھی۔ جو مالدار اور صنعت کار مسلمان لوگ تھے۔ وہ تو بیاسب کے سب پاکستان چلے گئے۔ یوسف کو اپنا بڑا کاروبار سنبھالنے کے لئے بڑے سرمایہ کی ضرورت تھی جسکا دستیاب ہونا ممکن نہیں تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یوسف نے جس تیزی کے ساتھ ترقی کی تھی اتنی ہی تیزی کے ساتھ زوال بھی ہو گیا۔

سوال نمبر ۲ شمشیر الدولہ کے متعلق اپنی واقفیت کا اظہار کیجئے؟

جواب: شمشیر الدولہ کا آبائی وطن ڈھاکہ تھا۔ لیکن ان کے والد منیر الدولہ اسی دیار میں ڈرگ دھرم پور کے ایک قصبہ میں بس گئے اور وہاں بڑا عالیشان مکان بنوایا۔ شمشیر الدولہ اپنے باپ کے اکلوتے بیٹے تھے۔ ان کے والد نے انہیں ولایت بھیجا لیکن انہوں نے صرف فیشن میں اپنا وقت برباد کیا اور محض معمولی بی۔ اے ہی میں رہ گئے۔

اپنے والد کی مخالفت کے باوجود شمشیر الدولہ نے اپنی شادی گنگولی خاندان میں کی۔ مسز شمشیر بے حد حسین و جمیل تھیں۔ شمشیر الدولہ بھی بے حد وجیہ آدمی تھے۔ شمشیر الدولہ کو تین بیٹیاں تھیں۔ سلمہ، سوگیتی اور رخسار [illegible]۔ شمشیر گھرانے کی رہائش منزل ڈھنگ کی تھی۔ مسز شمشیر کا نام شاما تھا۔ لیکن جب شمشیر الدولہ نے شاما سے شادی کر لی تو مسٹر گنگولی نے اسے گھر سے نکال دیا۔ شمشیر الدولہ اپنی سوشل دعوتوں کی وجہ سے بدنام ہوگئے اور ترقیوں سے محروم

اسی کمی او اور کلاک بننے کی خواہش دل ہی میں رہی۔ بعد میں وہ بری طرح سے رشوت بھی لینے لگا۔ یا قرض کے لیے ہاتھ پھیلانے لگا۔ ان کی لڑکیوں اور بیوی کی وجہ سے ان کے گھر آنے جانے والوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ بعد کے واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ شمشیر خاندان آتش فشاں کے دہانے پر بیٹھا ہے۔

شمشیر الدولہ کے باپ میں ناول نگار ہمیں الملی شادیوں کی بھی مذمت کرتا ہے۔ مسٹر شمشیر الدولہ شیاما کے باپ مسٹر گنگولی بڑے آدمی ہیں۔ برہمو سماج کے جو آزاد خیال ہندوؤں کی ایک مذہبی جماعت ہے لیکن اتنے بڑے متعصب ہیں کہ مسلمان سے شادی کرنے پر بیٹی کو ہمیشہ کے لیے گھر سے نکال دیتے ہیں۔ اس طرح شیاما اپنے معاشرہ سے کٹ کر رہ جاتی ہے۔ شمشیر الدولہ کے باپ تنویر الدولہ نے بھی ایک عرصہ تک ان سے کوئی رشتہ نہیں رکھا۔ لیکن پورسلی سوگیتی کے نام ہبہ کر دیا۔

ان باتوں کے باوجود پورا خاندان معاشرے سے الگ تھلگ نظر آتا ہے۔ نہ مسلمان ہی انہیں پورے طور پر قبول کرتے ہیں اور نہ ہندو۔ انہوں نے اپنی لڑکیوں کے نام بھی اسی طرح کے رکھا ہیں۔ جو نصف ایک طرف کے ہیں اور نصف دوسری طرف کے مسلی سوگیتی، عذرا، شیاما، نتی اور بیلا وغیرہ۔

سوال نمبر ۳ پروفیسر اختر اورینوی کے ناول "حسرت تعمیر" کا تنقیدی جائزہ لیجئے؟

جواب: پروفیسر اختر اورینوی بہار کے ان ارباب قلم میں سے ہیں جنہوں نے تنقید افسانہ نگاری ناول نگاری اور شاعری ہر صنف میں اپنا مقام پیدا کیا۔ ان کا اصل نام سید اختر احمد اور وطن اورین ضلع مونگیر تھا۔ اسی نسبت سے اورینوی لکھتے ہیں آپ پٹنہ کالج میں اردو کے لیکچرر ہوئے۔ رفتہ رفتہ اپنی صلاحیت کا سکہ جماتے ہوئے پٹنہ یونیورسٹی کے صدر شعبہ اردو کے عہدہ پر پہنچے۔ مشہور افسانہ نگار شکیلہ اختر ان کی اہلیہ تھیں۔

انہوں نے اپنے افسانوں میں فلسفیانہ خیال پیش کیا ہے۔

(۱)

BA Part 2
Home paper - I
Book - 3

وہ ایک صاحب فن افسانہ نگار ہیں۔ وہ ایک کامیاب استاد بے مثل خطیب اور مقرر ہیں۔ چھوٹا ناگپور ان کا پسندیدہ مقام ہے۔ وہ چھوٹا ناگپور کا سارا حسن ناول کے صفحات پر ~~بکھیر~~ بکھیر دینا چاہتے ہیں۔

ناول "حسرت تعمیر" 1960 میں شائع ہوا تھا۔ اس ناول کا مرکزی کردار منشی کے خالو محبوب یوسف ہیں۔ اسلئے یہ ناول شروع سے آخر تک ان کے گرد گھومتا ہے۔ یوسف کا باپ معمولی پڑھا لکھا ٹھیکیدار تھا۔ اس کی شادی ایک زمیندار خاندان میں ہوئی تھی۔ اس کی بیگم نے اپنے زیورات بیچ کر اس کو مختلف کاموں میں لگایا۔ آج وہ لکھ پتی ہے۔ معمولی پڑھا لکھا ہونے کے باوجود بہت حوصلہ مند ہے۔ ناول میں کل 22 کردار ہیں جو اس دور کے حالات کی بے راہ روی، عشق پسندی، خود غرضی، دھوکہ بازی، ریاکاری اور ہوس پرستی کی ترجمانی کرتے ہیں۔

لیکن ناول کی کہانی صرف یوسف محبوب کے اردگرد گھومتی ہے۔ وہ ایک طرف تو بڑا تاجر اور صنعت کار ہے دوسری طرف گویا جاذب رنگ دائرہ میں ڈوبا ہوا ایک فرد ہے۔ ناول نگار نے یوسف کی اخلاقی کمزوریوں، عیش پسندی اور خوشامد پسندی کا خاص ذکر کیا ہے۔ وہ ہر رات کسی نہ کسی آدی باسی لڑکی کو اپنی ہوس کا شکار بناتا ہے۔ اسے شراب کی بھی لت لگ جاتی ہے۔ یوسف دوسری شادی کر لیتا ہے جبکہ پہلے سے اس کے چھ بچے موجود تھے۔

اس دور کے مسلمان عام طور پر سے ~~صحت~~ صنعت وحرفت کی طرف مائل نہیں تھے۔ ملک کی رگ رگ میں فرقہ پرستی اس طرح رچ بس گئی تھی کہ کسی مسلمان صنعت کار کا قدم جمانا آسان نہیں تھا۔ یوسف محبوب صنعتی انقلاب لانے کے خواب دیکھتے ہیں۔ مارواڑی اور گجراتی بیوپاریوں نے یوسف محبوب کو دھیرے دھیرے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے عہدے سے ہٹا دیا ہے اس نے کیفر کردار تک پہنچا دیا۔

ناول میں کئی جگہ تضاد بیانی کا سلسلہ ہے جو ایک اچھے ناول نگار کو زیب نہیں دیتا ہے۔ ناول میں مصنف نے آدی باسیوں کے قدیم رسومات کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ ناول میں مسلم سوگیتی کا کردار ایسا ہے جسے کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا ہے۔ بیگم کا کردار بھی بڑا سبق آموز اور ایسے قارئین کبھی بھلا نہیں سکتے ہیں۔